اپریل ۱۹۵۸ء

ایک حدیث

حضورؐ کی معاشی زندگی

بخاری و مسلم و ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے حضورؐ کی ایک دعا یوں منقول ہے:

اللھم اجعل رزق آلِ محمد قوتا

اے اللہ خاندانِ محمد کی روزی کو بقدرِ کفایت ہی رکھ

پھر ترمذی میں حضرت انسؓ سے حضورؐ کی ایک اور دعا کے الفاظ یوں مروی ہیں:

اللھم احینی مسکیناً و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین۔

اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکینیت ہی پر موت دے اور مساکین ہی میں میرا حشر فرما۔

لیکن کیا یہ محض دعا ہی تھی یا اس کے مطابق زندگی بھی تھی؟ یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ حضورؐ ایک چیز کی تمنا یا دعا فرمائیں اور عملی کوشش اس سے مختلف ہو۔ ایک معمولی لیڈر تو یہ کرسکتا ہے کہ زبان کچھ ہو اور عمل کچھ، لیکن حضور کے متعلق تو ایسا گمان کرنا بھی کفر ہے۔ آیئے ذرا حضورؐ کی زندگی کو بھی دیکھتے چلیں۔

بخاری و مسلم و ترمذی میں سیدہ عائشہؓ ام المومنین کے یہ الفاظ بہت نمایاں طور پر مروی ہیں:

ماشبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتیٰ قبض صلی اللہ علیہ وسلم ..... ما اکل آل محمد اکلتین فی یوم واحد الا احدھما تمر ..... لقد مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما شبع من خبز وزیت فی یوم واحد مرتین۔

یعنی حضورؐ اور حضورؐ کے گھر والوں نے جو کی روٹی دو دن بھی مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ اسی حال میں حضور کی وفات ہوگئی ۔۔ حضورؐ نے اور حضورؐ کے گھر والوں نے ایک دن میں کبھی ایسے دو کھانے نہیں کھائے جن میں ایک محض کھجور نہ ہو ۔۔ حضور رحلت فرما گئے لیکن کسی دن دوبار روٹی اور روغن پیٹ بھر نہیں کھایا۔

ترمذی میں حضرت انسؓ سے خود حضورؐ کے الفاظ یوں مروی ہیں:

لقد اخفت فی اللہ ما لم یخف احد و اوذیت فی اللہ ما لم یوذ احد قبلی ولقد اتت علیّ ثلٰثون من بین یوم ولیلۃ ومالی ولبلالؓ طعام الا شئ یواریہ ابط بلال۔

راہِ خدا میں جتنا مجھے ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور جتنی مجھے اذیتیں پہنچائی گئی ہیں اتنا ڈر اور اتنی اذیتیں مجھ سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئیں۔ مجھ پر تیس تیس دن ایسے گزرے ہیں جب کہ میرے لئے اور بلالؓ کے لئے بس اتنی ہی کھانے کی کوئی چیز ہوتی تھی جو بلالؓ کی بغل میں سما کر چھپ جائے۔

یہ تو تھا کھانے کا حال۔ اب ذرا لباس کا بھی ذکر سُن لیجیے۔

قزوینی حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصوف واحتذی المخصوف ... ولبس خشنا...

یعنی حضورؐ نے عموماً اونی یا موٹا کپڑا پہنا ہے اور پیوندار جوتی پہنی ہے۔

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی میں ابوہریرہ سے روایت ہے۔

دخلت علی عائشۃؓ فاخرجت الینا کساء ملبّدًا وازارًا غلیظا واقسمت باللہ لقد قبض روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین الثوبین۔

یعنی میں ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک پیوندار چادر اور ایک گاڑھے کا تہمد نکال کر دکھایا اور قسم کھا کر بیان کیا کہ ان ہی دونوں کپڑوں میں حضورؐ نے رحلت فرمائی۔

مسلم اور نسائی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

لبس النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما قباء دیباج اھدی لہ ثم اوشک ان نزعہ فارسل بہ الی عمر فقیل قد ما اوشک ما نزعتہ یارسول اللہ فقال نھانی عنہ جبریل فجاء عمر یبکی فقال یارسول اللہ اکرھت امرا واعطیتنیہ فمالی؟ فقال انی لم اعطکہ لتلبسہ انما اعطیتکہ تبیعہ فباعہ بالفی درھم۔

حضورؐ نے ایک دن دیبا کی قبا زیب تن فرمائی جو ہدئیے میں آئی تھی۔ اس کے بعد بہت جلد ہی اسے اتار ڈالا اور اسے حضرت عمرؓ کی طرف بھجوا دیا۔ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ اتنی جلدی اسے کیوں اتار پھینکا فرمایا جبریلؑ نے مجھے اس سے منع کیا ہے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ حضورؐ جس کو ناپسند فرماتے ہیں وہ مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ میں کیا کروں؟ فرمایا! میں نے یہ قبا تمہیں پہننے کو نہیں دی بلکہ اس لئے دی ہے کہ فروخت کر کے اپنے مصرف میں لاؤ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ عبا دو ہزار درہم میں فروخت کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیمتی اور پُرتکلف کپڑا اگر حضورؐ کسی ہدیہ بھیجنے والے کا دل رکھنے کے لئے پہن بھی لیتے تھے تو اندر سے ایک بے چینی سی ہوتی تھی اور جب تک اتار نہ پھینکتے اطمینان نہ ہوتا۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم

ہؤا کہ حضورؐ یہ بھی پسند نہ فرماتے تھے کہ مقربین اصحاب اس قسم کا لباس پہنیں۔

اس زندگی والے کا کاشانۂ نورانی کیسا ہوگا اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں۔ ہم روایات اور ترجمے کی بجائے صرف خلاصہ اشارات پر اکتفا کرینگے۔

حضورؐ کا بستر اتنا تھا جو قبہ میں بچھایا جاسکے۔ حجرے کا طول و عرض ۱۰، ۷ ہاتھ تھا یا اس کے لگ بھگ تھا۔ اونچائی اتنی کہ پلنگ پر کھڑے ہو کر چھت چھو لی جائے۔ دیواریں کچی۔ کہیں کہیں کھجور کے تنے کا ستون۔ چھت کھجور کے پتوں کی۔ دروازہ ایک جس پر کوئی کمبل کا ٹکڑا آویزاں ہوتا۔ جگہ کی بعض اوقات اتنی تنگی محسوس ہوتی کہ حضورؐ نماز ادا فرماتے تو حضرت عائشہؓ سامنے پاؤں پھیلائے ہوئے لیٹی ہوتیں اور جب حضور سجدے میں جاتے تو پاؤں سمیٹ لیتیں۔

بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی کی روایات میں بہ سلسلۂ واقعہ ایلا حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے کہ:

فرفعت رأسی فی البیت فواللہ ما رائیت فیہ شیئاً یرد البصر الا اھبۃ ثلثۃ۔

یعنی میں نے کاشانۂ نبوت میں سر اٹھا کر دیکھا تو خدا کی قسم وہاں تین چیزوں کے سوا اور کوئی سامان نظر نہ آیا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ فقیرانہ زندگی اس لئے تھی کہ سامان راحت و عیش نصیب نہ تھا یا اس کی کوئی اور وجہ تھی؟ کون کہہ سکتا ہے کہ جس شاہنشاہ دارین کے لئے ممالک مفتوحہ کے خزائن نے اپنا دہانہ کھول رکھا تھا وہ مفلس تھا؟ العیاذ باللہ وہاں کوئی مجبورانہ افلاس اور بیکسانہ بے مائیگی نہ تھی بلکہ ایک خاص انداز زیست تھا۔ لیڈر کے لئے ایک معاشی زندگی کا نمونہ تھا اور اُمت کے لئے معاشی تربیت تھی حضورؐ کی خدمت میں دولت و مال کے ڈھیر کے ڈھیر آتے تھے۔ لیکن جب تک وہ سب مستحقین میں تقسیم نہ ہو جاتا حضورؐ کو چین نہ آتا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

لو کان عندی مثل احد ذھبا لسرنی الا یمر علیّ ثلاث لیال وعندی منہ شیئ الا شیئ ارصدہ لدین۔

یعنی اگر میرے پاس اُحد کے برابر بھی سونا ہوتا تو میری مسرت اس میں ہوتی کہ تین دن گزرنے سے پہلے میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ بس صرف اتنا رہ جائے کہ میں اسے قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔

یہ صرف زبانی تمنا نہ تھی بلکہ ساری عمر حضورؐ کا اسی پر عمل بھی رہا۔

بخاری اور نسائی عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ:

(ترجمہ) میں نے حضورؐ کے پیچھے نماز عصر ادا کی۔ سلام پھیرتے ہی حضورؐ تیزی کے ساتھ لوگوں کو پھاندتے ہوئے بعض ازواج مطہرات کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ لوگوں پر اس تیز رفتاری کی وجہ سے ایک دہشت سی طاری ہوگئی۔ جب حضورؐ واپس تشریف لائے اور لوگوں کو اس تیز روی سے دہشت زدہ سا

محسوس کیا تو فرمایا کہ مجھے ایک سونے کا ڈلا یاد آگیا جو میرے پاس رکھا تھا مجھے یہ پسند نہ آیا کہ رات تک یہ میرے پاس رکھا رہے اس لئے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے آیا

ابوداؤد میں ایک طویل حدیث ہے کہ حضورؐ کے پاس چار قطاریں غلے اور کپڑے سے لدے ہوئے اونٹوں کی آئیں جو سردار فدکؓ نے بھیجی تھیں۔ حضورؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ اس سے قرض ادا کرو۔ قرض ادا کرنے کے بعد حضورؐ نے پوچھا کہ کچھ بچ بھی گیا ہے۔ بلالؓ نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ! حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے بھی مجھے نجات دلا کر راحت پہنچاؤ۔ یعنی بقیہ کو بھی راہِ خدا میں دے دو۔ جب تک یہ باقی رہے گا میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا حضورؐ نے ایک رات اسی انتظار میں مسجد کے اندر گزاری۔ جب بلالؓ نے یہ خوش خبری دی کہ سب کو ٹھکانے لگا دیا گیا تب حضورؐ اپنے حجروں میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد بلال کہتے ہیں کہ

وانما کان یفعل ذالک شفقامن ان یدرکہ الموت وعندہٗ ذالک۔

یعنی حضورؐ کا یہ طرزِ عمل اس لئے تھا کہ حضورؐ کو یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ چیزیں راہ خدا میں دیئے جانے سے رہ جائیں۔

احمد اور موصلی کی روایت میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ ایک بار حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اور تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو حضورؐ نے فرمایا کہ:

من اجل الدنانیر السبعۃ التی اتتنا امس امسینا ولم ننفقھا۔

یہ کوفت ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے جو میرے پاس کل سے آئے ہوئے ہیں۔ شام ہوگئی اور اب تک ہم نے ان کو راہِ خدا میں دیا نہیں ہے۔

روایات اور بھی بہت ہیں سب کو پیش کرنا مقصد نہیں۔ دکھانا صرف یہ ہے کہ یہ تھی حضور کی معاشی زندگی جو درحقیقت ایک عملی تعلیم تھی اس بات کی کہ جو شخص قیادت کے جتنے اونچے منصب پر ہو اتنا ہی مختصر اس کی زندگی کا معیار ہو۔ مذہبی یا سیاسی لیڈر ہونے کا دعویٰ کرنا اور معیارِ زندگی سب سے اونچا رکھنا ایک ایسا طرزِ عمل ہے جسے اسلام کے مزاجِ معاشی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ خلفائے راشدینؓ کا معیارِ زندگی بھی کسی امتی سے اونچا نہ تھا لیکن آج....؟

اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ سیاسی لیڈر اور مذہبی پیشوا دونوں کے دونوں اس وقت جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَہٗ کی تفسیر عملی بنے ہوئے ہیں اور نام لیتے ہیں اسلام کا۔

بعض قارئین کے دل میں شاید یہ شبہ گزریگا کہ بہت سے صحابہ مالدار بھی تو تھے اللہ کو منظور ہوا تو اس مسئلے کو ہم آیندہ کسی مقالے میں صاف کرنے کی کوشش کرینگے۔

محمد جعفر پھلواروی

طابع ناشر: ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم
مطبوعہ: حمایت اسلام پریس لاہور
مقامِ اشاعت: ۲ کلب روڈ لاہور